ڈاکٹر رفیق سوداگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(اُردو ہائیکو کا مجموعہ)

ڈاکٹر رفیق سوداگر

ضلع یادگیر

(کرناٹک)

نام کتاب	:	یادِ ماضی
شاعر	:	ڈاکٹر رفیق سوداگر
تعداد	:	پانچ سو (۵۰۰)
سال اشاعت	:	مارچ 2013
سرورق	:	باسط فگار، گلبرگہ
ترتیب وتزئین	:	منیر احمد جامی
کمپیوزنگ	:	حبیب الرحمٰن قاسمی، بنگلور
طباعت	:	تاج پرنٹرس، شیواجی نگر، بنگلور،
	:	فون: 080 25588779

تقسیم کار

◆ ڈاکٹر رفیق سوداگر نرسنگ ہوم، روبرا گریکلچر آفس ضلع یادگیر، کرناٹک

◆ الانصار پبلی کیشنز، ریاست نگر حیدرآباد ۔ ۵۹

YAAD-E-MAZI

Poet

Dr. Rafeeq Saudagar

انتساب

بہت اچھے

اور

بہت کشادہ دل انسان

الحاج اعظم اثر شاہ پوری

استاد محترم کی نذر

پھولوں کو توڑا

تیرا یہ کیسا انصاف

کانٹوں کو چھوڑا

پیش لفظ

ڈاکٹر راہی فدائی

تقلید زندگی کے ہر شعبے میں مفید اور کارآمد ہوگی ، اس کا ادّعا تا حال کسی معروف دانشور نے نہیں کیا ہے۔ادب کے حوالے سے تو تقلید وہ بھی اندھی تقلید انتہائی غیر مفید اور ضرررساں ہی ثابت ہوتی رہی ہے۔ یہاں یہ بات دھیان میں رہے کہ کسی بھی فن کے اصول وضوابط اس کے مسلمات ہی سے ہوتے ہیں۔انہیں تسلیم کئے بغیر اس فن کے میدان میں قدم رکھنا بھی صحیح نہیں ہے۔ چہ جائے کہ اس میدان میں شہسواری کی خواہش رکھنا۔جب اصول سے ہٹ کر بات فروع تک پہنچتی ہے تو یہاں قیل وقال اور بحث ومباحثہ کی گنجائش نکلتی ہے۔ادب کو بحثیت سے ادب دیکھا جائے تو اس کے فروغ کے متعلق سوالیہ نشان لگانا اس کی ناکارہ روایت سے خود کو بچانا اور اس کے پامال اور آسان راستوں سے ہٹ کر نئے اور مشکل راستوں پر چلنا یہ ایک عمدہ قلم کار کے لئے عصری حسیت تقاضائے وقت کے ادراک میں ضروری ولازمی ہے۔

ڈاکٹر رفیق سوداگر کرناٹک کے جواں سال وخوشحال شعراء میں اس لئے ممتاز ہیں کہ انہوں نے شاعری میں اپنی شناخت کے لئے جاپانی صنف سخن ہائیکو میں طبع آزمائی کی ہے۔ یوں تو یہ صنف نازک بہت پہلے ہی مشہور شاعر علیم صبا نویدی کے زیر تسلط رہی ہے۔ہائیکو میں ان کے کئی مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں پھر وقتاً فوقتاً مختلف شعراء نے اس بیرونی صنف کو نہ صرف استعمال کیا بلکہ اس میں تجربات بھی کئے۔جس

کی تفصیل سے اہل علم آگاہ ہیں۔ یہاں ان تفصیلات کی چنداں حاجت نہیں ہے۔

ڈاکٹر رفیق کے پاس ہائیکو ایک ایسے صاف وشفاف سرچشمے کے طرح نظر آتے ہیں جس کا بہاؤ مختلف سمتوں میں جاری تو ہے مگر اس میں گہرائی وگیرائی نہیں ہے۔ اور اس چھوٹے سے چشمے میں گہرائی کی تلاش بھی غیر ضروری ہے۔ یہ اس لئے کہ پانی کا یہ فطری بہاؤ تا دیر باقی رہے گا تو خود بخود اس میں وسعت بھی پیدا ہوگی اور عمق بھی بن پائے گا۔

ڈاکٹر رفیق کے یہاں عصری آگہی اپنے ہم عصروں سے کہیں زیادہ ہی ہے۔ اس کے علاوہ حالات حاضرہ پر تخلیقی سطح پر اظہار خیال کرنے کا ہنر بھی پختہ ہے جس کی وجہ سے ان کے ہائیکو بے ساختہ کہے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر درج ذیل ہائیکو پیش کئے جاسکتے ہیں۔ جن کی روانی میں یہ قدرتی کشش موجود ہے۔

◆

آگے کیا ہو حال
کام نہ آئی انّا کے
خود ان کی ہڑتال

◆

نیتاؤں کی شان
کالے دھن کے بدلے میں
بیچیں ہندوستان

◆

بھارت ہے اک باغ
بلبل چپ ہے، کوئل چپ
گاتے ہیں اب زاغ

◆

فون کا بھاری بل
دیکھ کے اس بے چارے کا
ڈوب نہ جائے دل

◆

یہ کیسا موسم
پھول کھلے ہیں پت جھڑ میں
روتی ہے شبنم

◆

یہ زہریلے ناگ
نفرت اور تعصب کی
بھڑکاتے ہیں آگ

◆

واقف ہیں سب خار
گل جب شعلے بنتے ہیں
جلتے ہیں گلزار

زیرِ نظر تخلیقات کا دائرہ مذکورہ بالا مضامین کے علاوہ آپ بیتی و جگ بیتی کیفیات پر مشتمل مضامین کو بھی اپنی احاطے میں شامل کئے ہوئے ہے۔ مثلاً درج ذیل ہائیکو ملاحظہ ہوں۔

◆

دیکھ لے اپنا حال
جس کے پاس نہیں نیکی
وہ دل ہے کنگال

◆

عورت ہے اک پھول
پڑتی ہے کیوں اس پر ہی
بدنامی کی دھول

◆

میرے دل کا نور
میری کالی راتوں سے
کیوں رہتا ہے دور

◆

پوچھیں گے اب ہم
زخمی سورج سے جا کر
دھوپ کو ہے غم

غرض قاری جب اس طرح کے رنگ و آہنگ کو پاتا ہے تو اسے یہ ضرور محسوس ہوگا کہ اس نے ڈاکٹر موصوف کے مجموعہ یادِ ماضی کا مطالعہ کر کے اپنا وقت ضائع نہیں کیا ہے۔ آخر میں راقم کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اس ہونہار قلم کار کو مزید ترقی کے مدارج طئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

''نیا شناخت نامہ۔ رفیق سوداگر کا''

علیم صبانویدی

ستر ویں صدی عیسوی کے اواخر میں ہائیکو نظم کی ابتدا ہوئی اور اس دور میں سب سے پہلے نثری ہائیکو ہی وجود میں آئی۔ اس طرح کی بے شمار نثری ہائیکو ''تائیدا سانتو کا'' کے ہاں مل جاتی ہیں۔

◆ بارش میں بھیگا
میں اپنے قصبے میں ننگے پاؤں
چلتا جاؤں

◆ تنہائی میں بیٹھا
میں خاموشی سے کھا رہا ہوں
روکھے چاول

◆ مرجھائی ہوئی گھاس کے
حسن پر
میں بیٹھا رہتا ہوں

◆ جتنا بھی سر کھپاؤں
حالت نہیں بدلتی
چلتا ہوں گرے ہوئے پتوں کی چادر پر

◆ میں پھسل کر
گر گیا ہوں
پہاڑ ہیں خاموش

اٹھارہویں صدی عیسوئی کی شروعات میں ہائیکو سلیبل (۵+۷+۵=۱۷) کی پابند ہوکر فنی ضوابط کے محور میں آئی۔ یہ بھی ایک سچائی ہے کہ جاپانی شاعری ردیف قافیہ اور بحور کی قید سے مبرا تھی مگر اس میں داخلی آہنگ اور اردو غزل کی ایمائیت تھی۔

پروفیسر احمد علی نے ہائیکو نظم کی تعریف یوں کی ہے۔

ہائیکو نظم گھانس کی پتی کے ساتھ لٹکا ہوا وہ قطرہ ہے جو مختلف اطراف سے دیکھنے پر کبھی نیلا کبھی سرخ کبھی ارغوانی شعاعیں پیدا کرتا ہے۔(''اردو ہائیکو شاعری'' مطبوعہ سہ ماہی توازن مالیگاؤں)۔

مزید موصوف نے ہائیکو نظم کے تعلق سے یہ بیانات بھی دئے ہیں۔

ہائیکو در حقیقت ہائیکائی (طویل نظم) کا پہلا بند ''ہوکو'' کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ (ہوکو کے معنی شعر اولیٰ یا شروع کا ایک بند ہے) (اردو ہائیکو شاعری، مطبوعہ سہ ماہی'' توازن'' مالیگاؤں)

علامہ ناوک حمزہ پوری نے اس صنف سے متعلق یوں لکھا ہے۔'' اس جاپانی صنف کا اولین نام ہاکو (Hakku) ہے اور ثانوی نیز مشہور و مقبول نام ہائی کو (Haiko) ہے۔ عربی اور فارسی زبانوں میں جس طرح قصیدے سے تشبیب کا حصہ جدا ہوکر غزل کے روپ میں ڈھل گیا تقریباً اسی طرح جاپانی صنف سخن تنکا (Tanaka) کا پہلا حصہ اس سے الگ ہوکر ہائیکو کی شکل اختیار کر گیا۔ (مطبوعہ ''ایوان اردو'' دہلی جون

۱۹۸۸ء)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تینکا نظم (جو پانچ مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے) کے شروع کے تین مصرعے ہی بعد میں آہستہ آہستہ ہائیکو کی ایک جداگانہ شکل اختیار کر چکے ہیں۔

سب سے پہلے جاپانی شاعر باشو (۱۶۴۴ تا ۱۶۹۴) جو بدھ مذہب کی شاخ زین سے وابستہ تھا اس نے مسلسل ہائیکو نظمیں لکھیں جس کی وجہ سے اس صنف کو فنی اعتبار حاصل ہوا۔ باشو کے بعد بوسون (۱۷۱۵ تا ۱۷۸۳) کو ہائیکوز کا اہم شاعر مانا گیا۔

ہائیکو کی بنیاد سلیبل پر ہے۔ سلیبل کو ڈاکٹر عنوان چشتی نے بحر اور شمس الرحمٰن فاروقی نے ''سالمے'' سے موسوم کیا ہے۔ بعض نقادوں نے اسے ''صوت رکن'' اور ''بول'' بھی کہا ہے۔

غالباً ۱۹۸۷ء کے اواخر میں راقم الحروف نے راز امتیاز سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد ہائیکو میں سترہ سلیبل

فعلن فعلن فع رفاع

فعلن فعلن فعلن فع رفاع

فعلن فعلن فع رفاع

کی پابندی میں دو سو ہائیکوز لکھے جو ''شعاع شرق'' (مطبوعہ ۱۹۸۷) اور ''تشدید'' مطبوعہ (۱۹۸۸ء) میں شائع ہو چکے ہیں۔

ان دونوں مجموعوں کے ہائیکوز سے متاثر ہو کر پاکستان کے محسن بھوپالی نے بھی مندرجہ بالا سلیبلی کی پابندی قبول کرتے ہوئے ہائیکوز کا مجموعہ ''منظر پتلی میں ۱۹۸۸ء

کے اواخر میں شائع کیا جس میں طبع زاد اور تراجم دونوں قسم کے ہائیکوز جگہ پائے ہیں۔ موصوف نے اس مجموعے کی اشاعت کے بعد یہ بھی غلط دعویٰ کیا کہ انہوں نے سب سے پہلے ہائیکو میں سلیبل اور بحر کی بنیاد رکھی ہے۔ "انہیں معلوم نہیں کہ اردو ادب میں اجارہ داری کا "سکہ" کب کا کھوٹا ہو چکا ہے۔" لیکن دکھ تو اس بات کا ہے کہ بعض اکابرین علم و ادب کا "کفر" ہنوز باقی ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے ۱۵ر دسمبر ۱۹۸۷ء سے ۱۸ر دسمبر تک ٹوکیو یونیورسٹی کے اردو کے صدر شعبہ اردو پروفیسر اسادہ کا قیام چینائی راقم کے ساتھ رہا ہے۔ موصوف سے ہائیکو نظموں کے تعلق سے تفصیلی گفت و شنید ہوئی اور موصوف نے راقم کی ہائیکو نظمیں سن کر نظموں کے مختلف موضوعات جو ہندوستانی معاشرے کے اطراف چکر لگاتے ہیں ان کی وسعت اور کشادگی کی بے حد تعریف کی اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کی جاپانی کلاسک اور ہندوستانی کلاسک کہیں بھی میل نہیں کھاتی ہے گویا دونوں (Countries) کی کلاسیکی قدریں جدا جدا ہیں۔"

پروفیسر اسادہ نے یہ بھی بتایا کہ جاپانی شاعروں نے بہت زیادہ جاپانی موسم اور موسم سے متعلق باتوں پر بہت زیادہ توجہ دی ہے۔

ڈاکٹر سید حامد حسین نے "شعاع شرق" کے مقدمے میں یوں لکھا ہے۔

"جاپانیوں نے ہائیکو شاعری میں پہلی اور ڈراموں سے بھی کام لیا ہے اس میں نقش گیری کے طلسمات کی جلوہ گری بھی کی ہے اور اردو غزل کی سی رمزیہ کیفیات کی رنگا رنگی سے بھی۔ ہائیکو کے آخری مصرع میں شاعر کا ردعمل بھی ہوتا ہے جو کسی منظر کی وساطت سے جنم لیتا ہے۔"

بلراج کومل کا کہنا ہے کہ "ہائیکو کے پہلے مصرع میں صورت حال کا ذکر ہوتا ہے دوسرے مصرع میں لمحاتی پرواز اور تیسرے مصرع میں طلوع نقش یا حیرت واستعجاب کا اظہار۔ (مطبوعہ "تخلیقی دریافت اور کامرانی" ماہنامہ شاعر، ممبئی)

ہائیکوز جاپانی زبان کے علاوہ یونانی، روسی، جرمنی، انگریزی، ہندی، تمل، کنڑ، بنگالی اور تلگو زبانوں میں لکھے گئے اور ان ہائیکوز کے تراجم بھی مختلف زبانوں میں شائع ہوئے۔ بالخصوص اردو زبان میں فضل حق قریشی، عزیز تمنائی، مناظر عاشق ہرگانوی، بلراج کومل، نریندر لوتھر، انور مینائی، محسن بھوپالی، مظفر شہ میری، علی ظہیر، ناز قادری، نے پابند ہائیکو اور آزاد ہائیکوز کے تراجم اردو ادب کو دئے جو یقیناً اضافے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ساغر جیدی اور سجاد بخاری نے علیم صبا نویدی کے اردو ہائیکوز کو تلگو اور ٹمل زبانوں میں ترجمہ کر کے کتابی صورت میں ۱۹۸۹ء میں پیش کیا ہے اور ڈاکٹر بشیر الدین نے بھی ۲۶۰ ہائیکوز کو ہندی اسکرپٹس میں ڈھالا ہے۔

اکثر شعراء نے ہائیکو کو اپنے مختصر ترین خیالات، ہلکے پھلکے جذبے مانوس بصیرت اور دل کے اندر کے رموز کو ایک روشن کائنات کا روپ دینے کا وسلہ بنایا ہے کہیں کہیں زندگی کے بیش بہا تجربات اور فطرت کے مشاہدات کو بھی رموز وعلائم کا بھی روپ دیا ہے۔

اس سچائی کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہر (Genious) شاعر اپنے احساس وفکر اور خیال وجذبے کے امکانات کو نمایاں کرنے کے لئے نت نئے اسالیب کی طرف توجہ دیتا ہے اور ان اسالیب کے ذریعہ وہ فکر وفن کی نئی وسعتوں اور گہرائیوں تک رسائی حاصل کرتا ہے۔

عہد حاضرہ میں جن اردو کے شعراء کے ہائیکو کی طرف توجہ دے کر اپنے آپ کو ایک نئے شعری ماحول میں جذب کرنے کی کوشش کی ہے۔ان میں کرناٹک کے رفیق سوداگر کا نام بھی نمایاں نظر آتا ہے۔

رفیق سوداگر کے ہائیکوز خود ان کی اپنی زندگی اور زندگی کے اردگرد گنگناتے، مہکتے، مسکراتے، چیختے، چلاتے، آنسو بہاتے لمحات کی منظر کشی کے آئینہ دار ہیں۔ وہ اپنی بات کو صاف گوئی اور سبک روی کے ساتھ قاری تک پہنچانے میں بہت کامیاب ہیں۔ان کی سوچوں کی پرسکون لہریں دھیمی دھیمی، آہستہ آہستہ گونا گوں رنگوں میں بٹ کر ایک نئی کیفیاتی دنیا اور اس دنیا کی نظارگی سے آشنا کرتی ہیں۔

مجموعے ''یادِ ماضی'' میں سوداگر نے سب سے پہلے حمدیہ ہائیکو پیش کی ہے۔

◆ لے اللہ کا نام
مشکل ہوگی خود آسان
بن جائے گا کام

میرے نزدیک جن ہائیکوز کے مجموعے کی ابتدا سچائی سے شروع ہوتی ہے۔ وہ یقیناً ایک نورانی آئینے کی حیثیت رکھتی ہے۔اس نور میں حضور اکرمؐ کی صفات بھی یوں بیان ہوئے ہیں۔

◆ نبیوں کے سردار
بے شک اپنے پیغمبر
امت کے غم خوار

اس نعت رسول کو پڑھنے کے بعد پاکستان کے صبیح رحمانی کی نعتیہ ہائیکو اچانک

ذہن میں روشن ہوئی اور اس ہائیکو کے بالکل سادہ الفاظ نے حضورؐ کے احترام کو بہت محترم بنا دیا ہے۔

◆ لکھنے ان کا نام
اجلے موسم اتریں گے
دل پر صبح و شام

سوداگر کے ہائیکوز کے اکثر موضوعات اپنی حقیقی زندگی کے عروجی دور کے حقائق کی نشاندہی کرنے میں پیش پیش ہیں۔

◆ کون یہاں تیرا
تو بھی اس سے ناواقف
سوچ رہا ہے کیا

◆ خون کے رشتوں کی
چال نہ بدلی ہے اب تک
میرے اپنوں کی

سوداگر نے اپنے ایک ہائیکو کے پہلے مصرع میں عرفان ذات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جو انکشاف ذات کے بعد کی منزل ہے۔

◆ پہلے خود کو جان
جینا بھی تو مشکل ہے
مرنا کب آسان

سوداگر اپنے تلخ تجربات اور احساسات کو بھی بڑی آسانی سے زیب قرطاب

کر دیتے ہیں اور ان کی یہ تلخی بے معنی بھی نہیں ہے۔

◆ بھاگ یہاں سے بھاگ

ورنہ تجھ کو ڈس لیں گے

چلتے پھرتے ناگ

اور یہ ہائیکو بھی دیکھیں جس میں عورت ایک پھول کی طرح ہے اور اس پر زمانے کی نظر بد کے ساتھ ساتھ بدنامی کی دھول جم جاتی ہے۔

◆ عورت ہے ایک پھول

پڑتی ہے کیوں اس پر ہی

بدنامی کی دھول

اکثر ایک اچھے فنکار کو دنیا والوں کے ساتھ ساتھ خود اپنوں کے خلوص و محبت میں کمی کا احساس بہت ڈس جاتا ہے اور فن کار میں جو شکایتی لہجہ پیدا ہوا ہے اس کا اظہار یوں ہوا ہے۔

◆ پیار کبھی مت کر

گل کے بدلے ملتا ہے

کانٹوں کا بستر

◆ ناتا ٹوٹا ہے

سچ پوچھو تو اپنوں کا

رشتہ جھوٹا ہے

◆ میں نے کب سوچا
میرا بھائی خود مجھکو
دیگا یوں دھوکا

ایسا لگتا ہے کہ سوداگر آج کی سیاست اور سیاست دان سے بھی مطمئن نہیں ہیں۔

◆ کیسی یہ سرکار
گرم رہے گا کب تک یوں
رشوت کا بازار

◆ نیتاؤں کی شان
کالے دھن کے بدلے میں
بیچیں ہندوستان

سوداگر نے آج کے بھارت کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

◆ بھارت ہے اک باغ
بلبل چپ ہے، کوئل چپ
گاتے ہیں اب زاغ

◆ سارے یہ دلال
ہند کو اک دن اپنے ہی
کردیں گے کنگال

سوداگر نے اپنے ہائیکوز میں کہیں بھی دقیق لفظیات، بعیداز فہم خیالات اور الجھاؤ پیدا کرنے والے مسائل نہیں پیش کئے ہیں۔ان کے خیالات میں وسعت اوراظہار میں سلاست الفاظ کا احاطہ بہت عمدہ ہے۔کم الفاظ میں فکر وخیال کی توسیع کمال ہنر مندی کی بہترین مثال ہے۔سوداگر کے ہاں یہ کمال ہنر مندی بدرجۂ اتم موجود ہے۔

سوداگر کی بعض ہائیکوز میں محاکاتی انداز بھی ہے اور پیکر تراشی بھی اور کہیں کہیں ان کی لفظیات وسیع کینواس پر پھیل جاتی ہیں اور کہیں کہیں مکالماتی روپ اور بیانیہ طرز سے بھی لیس ہیں۔

بحیثیت مجموعی سوداگر جتنے اچھے شاعر غزل کے ہیں اتنے ہی اچھے شاعر ہائیکو نظموں کے ہیں۔غزلوں سے ہٹ کر سوداگر نظموں کی طرف آئے ہیں تو ہمیں ان کا ایک اور روپ سامنے اجاگر ہوتا ہے جو یقیناً ان کا ایک نیا شناخت نامے کی حیثیت رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

- لے اللہ کا نام
  مشکل ہو گی خود آسان
  بن جائے گا کام

- بندے ہم بد حال
  ایماں کی دولت سے کر
  ہم کو مالا مال

- اونچا رب کا نام
  سب انسانوں کا مذہب
  کاش بنے اسلام

- نبیوں کے سردار
  بے شک اپنے پیغمبرؐ
  امت کے غمخوار

- محبوبِ سبحان
  عرش پہ جا کے، کر آئے
  دیدارِ رحمان

◆ روضے کی تنویر
جس دل میں بھی بس جائے
بن جائے تقدیر

◆ رب کا ہے فرمان
آپس میں سب بھائی ہیں
یہ سارے انسان

◆ بات رہے یہ یاد
ایک ہمیں کر سکتی ہے
کلمے کی بنیاد

◆ وہ غم ہیں کمیاب
جو آنکھوں کو دیتے ہیں
کچھ موتی نایاب

◆ بگڑے جب تقدیر
چلتے پھرتے پڑ جائے
پیروں میں زنجیر

◆ ان دیکھے کچھ خواب
دیکھو گے تو مل جائیں
جینے کے اسباب

◆ پتھر جیسا دل
رکھنے والے انساں کا
جینا ہے مشکل

◆ آیا ہے سیلاب
صحراؤں کی خواہش تھی
ہو جائیں سیراب

◆ پہلے خود کو جان
جینا بھی تو مشکل ہے
مرنا کب آسان

◆ کون یہاں تیرا
تو بھی اس سے ناواقف
سوچ رہا ہے کیا

- دل کی آگ بُجھا
یہ ہے گر، ناممکن تو
جلنا ہی سکھلا

- خون کے رشتوں کی
چال نہ بدلی ہے اب تک
میرے اپنوں کی

- رکھ لے دل پر سِل
ایسی ویسی شہرت سے
ہوگا کیا حاصل

- پڑھ، لے کر نزدیک
تیری قسمت کا لکّھا
بال سے بھی باریک

- دل کا دیپ جلا
دور یہاں اب آیا ہے
تیز ہواؤں کا

- دیکھ لے اپنا حال
جس کے پاس نہیں نیکی
وہ دل ہے کنگال

- ہے کتنا مجبور
بجھتے سورج سے بھی وہ
مانگ رہا ہے نُور

- مت پوچھو احوال
اس کے گھر کی ویرانی
کہتی ہے سب حال

- اُس کا ہے یہ کام
اَوروں کو بازاروں میں
کرتا ہے بدنام

- بھاگ یہاں سے بھاگ
ورنہ تجھ کو ڈس لیں گے
چلتے پھرتے ناگ

- عورت ہے اک پھول
پڑتی ہے کیوں اُس پر ہی
بدنامی کی دھول

- آتی ہے جب رات
ہو جاتی ہے یادوں کی
آنکھوں سے برسات

- نیند اُڑاتی ہے
شب بھر تیری رہ رہ کر
یاد ستاتی ہے

- یہ بتلا دینا
سیکھا تُو نے کب سے یوں
آگ لگا دینا

- شدت کی ہے دھوپ
خدشہ ہے جل جانے کا
تیرا یہ رنگ روپ

- غم کی ہے یلغار
  دل کے اندر گونجے ہے
  تیغوں کی جھنکار

- سبز رُتوں کے خواب
  دیکھ رہے ہیں پت جھڑ میں
  میرے کچھ احباب

- حیراں ہے انسان
  آئینے بھی کھو بیٹھے
  چہروں کی پہچان

- ٹوٹے جب بھی دل
  اس پر رکھ دی جاتی ہے
  ہمدردی کی سِل

- ہو جاؤ بیدار
  زخمی کر دے گا دل کو
  جسموں کا آزار

◆ زخموں سے ہوں چُور
وار بھی کر سکتا ہوں میں
سمجھو مت مجبور

◆ دل کا ہے آزار
دیکھو اشکوں سے بھیگا
میرا دامن یار

◆ بارش کا موسم
دریاؤں کے سنگم پر
پیاسے تنہا ہم

◆ خوشیاں لاحاصل
میرے سینے میں ہے اب
ٹوٹا سا اک دل

◆ میرے دل کا نور
میری کالی راتوں سے
کیوں رہتا ہے دور

- پوچھیں گے اب ہم
زخمی سورج سے جا کر
دھوپ کو ہے کیا غم

- سرد ہے دل کی آگ
دیپ جلاؤ تو جانیں
گا کر دیپک راگ

- بات کو تولا کر
جو بھی کہنا ہے تجھ کو
سوچ کے بولا کر

- اب کچھ کرنا ہے
راہِ مشکل میں ہم کو
آگے بڑھنا ہے

- دنیا ہے کیسی
ایک تماشا ہے دیکھو
ہوتا ہے جو بھی

◆ میرا بھی کہلا
تیرے قابل ہے یہ دل
میرے دل میں آ

◆ رحمت والا نور
میرے آقا جیون میں
مجھ سے مت کر دور

◆ زندہ رہ کر دیکھ
دنیا نے جو بخشے دکھ
اُن کو سہہ کر دیکھ

◆ پیار کبھی مت کر
گُل کے بدلے ملتا ہے
کانٹوں کا بستر

◆ پیار ہو جب ناکام
رونا' دھونا' مرنا ہی
اس کا ہے انجام

- ویراں گھر آنگن
  ہجر میں تیرے جینا بھی
  کیا جینا ساجن

- اس کو کیا معلوم
  ماں کے پیار کو ترسے گا
  بے چارہ معصوم

- آتی ہے جب شام
  ہم کو اکثر خوشیوں کا
  دیتی ہے پیغام

- پانی ٹھہرا ہے
  اندازہ خود کرلو تم
  کتنا گہرا ہے

- کس سے کیسی آس
  ساگر ہی جب پیاسا ہو
  کون بجھائے پیاس

◆ یادوں کی خوشبو
کون چھپا کر رکھے گا
بکھری ہے ہر سُو

◆ ایسا کر دینا
مجھ مفلس کی جھولی میں
خوشیاں بھر دینا

◆ نفرت کو مت پال
زہر بھرے دن آئیں گے
ہشیاری سے ٹال

◆ بات یہ سچی ہے
رنگ بدلتی یہ دنیا
''گرگٹ'' جیسی ہے

◆ اچھی ہو تدبیر
محنت کے بل بوتے پر
جاگے گی تقدیر

- کتنا گہرا ہے
آنسو میری پلکوں پر
آ کر ٹھہرا ہے

- سن لے میرے یار
ہیرے موتی سے بڑھ کر
ماں کا سچا پیار

- ممتا کا ہے نور
ماں کا سایہ ہو سر پر
دکھ ہوں سارے دور

- کون کرے انکار
سب سے خالص ہوتا ہے
جگ میں ماں کا پیار

- ہر لمحہ ہر آن
چلنا چاہوں سیدھی راہ
بھٹکا دے شیطان

◆ تاریکی کو مات
جانے کب دیئے نکلے
چندا کی بارات

◆ جینے کا دستور
بدلا بدلا سا ہے اب
انسان ہے مجبور

◆ کون نہیں بدنام
انسانوں کے ماتھے پر
لگتا ہے الزام

◆ روشن روشن چاند
تیرا چہرہ گر دیکھے
پڑ جائے گا ماند

◆ تنہائی کی رات
میرا دل یہ کہتا ہے
خود سے کر لوں بات

- ہر جانب ہے آگ
سنتی رہتی ہے دنیا
ماتم جیسے راگ

- بے شک ہوگی ہار
ہاتھ میں لے کر آئے ہو
لکڑی کی تلوار

- رب کا ہے فیضان
دُور ہی مجھ سے رہتے ہیں
آندھی اور طوفان

- میں نے کیوں ڈھونڈا
باہر ساری دنیا میں
وہ تو دل میں تھا

- سونے والے جاگ
گھر کو آگ لگی تیرے
اٹھ کر جلدی بھاگ

- دل ہوں گے ناشاد
ماہ ڈسمبر چھے تاریخ
آجائے جب یاد

- اس میں تھا جو نور
نور سے اس کے ہے اب تک
دل میرا مسرور

- دیکھا میں نے خواب
بادل اتنے برسے تھے
شہر بنا تالاب

- سب کچھ میرے پاس
پھر بھی بڑھتی جائے ہے
میرے دل کی آس

- مل کر سب کے سنگ
یہ ہے ہولی کا تہوار
آؤ کھیلیں رنگ

- دلّی میری جان
لکھنؤ، شملہ، ممبئی سب
ہیں بھارت کی شان

- کس سے الفت ہے
سچ سچ بتلا دے جانم
کس سے نفرت ہے

- ایسا ہوتا کاش
تم بن جاتے گر میرے
چھو لیتا آکاش

- ٹی.وی کا ہے دور
بچوں کے مستقبل پر
کر لو تھوڑا غور

- رب سے ڈرتا ہوں
جھوٹوں کی اس بستی میں
سچ پر مرتا ہوں

- یادوں کی ہے سیج
ہر شب دل بہلانے کو
کوئی سپنا بھیج

- عشق کا ہے بازار
چلتے ہیں سب دولت سے
دل کے کاروبار

- کس کو دیں اب دوش
دیکھ کے اک خونی منظر
ہم کھو بیٹھے ہوش

- مت پھینکو پتھر
محنت سے بنوایا ہوں
شیشے کا یہ گھر

- شاید تھی جلدی
مجھ سے ملنے آئی تھی
فوراً ہی چل دی

◆ کیسی ہے یہ لت
سب سے پیاری لگتی ہے
لوگوں کو دولت

◆ قسمت میں ہے دھول
کوشش کر لو جتنی بھی
ہاتھ نہ آئے پھول

◆ برسوں کا ہے غم
پل دو پل کی خوشیوں سے
کیسے ہوگا کم

◆ دامن گیلا ہے
اس کو دیکھ کے ہے لگتا
شاید رویا ہے

◆ ہر پل رہتی ہے
مچھلی پانی میں لیکن
پھر بھی پیاسی ہے

◆ ناتا ٹوٹا ہے
سچ پوچھو تو اپنوں کا
رشتہ جھوٹا ہے

◆ آئی غم کی رات
میری آنکھوں سے ہوگی
صبح تلک برسات

◆ کانچ کا میرا گھر
میرے اپنوں کے ہاتھوں
برسیں گے پتھر

◆ کیسا ہے انسان
انساں کی بربادی پر
ہنستا ہے نادان

◆ سب کے گھر کی بات
ٹی.وی.فون کی باتوں میں
کٹتے ہیں دن رات

◆ پیار میں ہم دونوں
شامل ہوں گے یکساں اب
ہار میں ہم دونوں

◆ نفرت ہے ہر سُو
جاگے الفت ہر دل میں
ایسا کچھ کر تُو

◆ محنت کر کے دیکھ
کیا سے کیا بن جائے گا
ہمت کر کے دیکھ

◆ لوگ ہوئے حیران
کشتی لے کر آیا جب
ساحل تک طوفان

◆ کر لو رب کا دھیان
سچے دل سے مانگیں تو
ملتا ہے ایمان

- ایک سہانی شام
گر تُو آئے ملنے تو
کر دوں تیرے نام

- کیسی یہ سرکار
گرم رہے گا کب تک یوں
رشوت کا بازار

- کیا ہوگا انجام
شہرت کی اونچائی پر
انّا کا ہے نام

- کیا بتلاؤں حال
جانے کب یہ بدلے گی
نیتاؤں کی چال

- جسموں کے انبار
بے سر کے لوگوں میں اب
ملے کہاں دستار

- یہ جھوٹے سنیاس
سچ تو یہ ہے سچ ان کو
کب آیا ہے راس

- سچ ہے اے نادان
دولت کے بازاروں میں
بکتا ہے انسان

- آگے کیا ہو حال
کام نہ آئی انا کے
خودان کی ہڑتال

- قسمت کا ہے کھیل
ریڈی پہنچے آخر کو
چنچل گوڑہ جیل

- نیتاؤں کی شان
کالے دھن کے بدلے میں
بیچیں ہندوستان

- کرسی پر ہیں چور
راج ہے کالے دھن کا اب
دیس میں چاروں اور

- بھارت ہے اک باغ
بلبل چپ ہے، کوئل چپ
گاتے ہیں اب زاغ

- یہ متوالے لوگ
کالے دھن کی چاہت میں
بن گئے کالے لوگ

- ٹوپی سر کا تاج
اِس کی ٹوپی اُس کے سَر
ایسا ہے یہ راج

- ٹوپی کا انکار
کرنے والا کھو بیٹھا
پی۔ یم کی دستار

- بی۔ جے۔ پی۔ کا بھوت
دیکھ کے بھاگا جاتا ہے
مودی کے کرتوت

- کیا ہوگا پھر کل
دہشت گردی کا لوگو
کیسے نکلے حل

- لوگو سچ بولو
دہشت گردی کا الزام
ہندو کو بھی دو

- ہر اک پھل بھی چکھ
میٹھا ہو یا کڑوا ہو
یاد اُسے تو رکھ

- اُتنا رکھو یاد
گا کر اپنے شعروں کو
پا سکتے ہو داد

- ہوتا ہے قوّال
گا کر شاعر کی غزلیں
شاعر سے خوش حال

- آپس میں ہو پیار
بیچ میں جو ہے نفرت کی
گر جائے دیوار

- نیک بنیں گے ہم
دیش کی رکھشا کرنے کو
ایک بنیں گے ہم

- دیکھ لے اپنا حال
نیکی پاس نہیں جس کے
وہ دل ہے کنگال

- کیا کم ہے یہ سوگ؟
دیس کو کالا کرتے ہیں
اجلے اجلے لوگ

- کالے دھن کا کھیل
بڑھتا جائے گر یوں ہی
بڑھ جائیں گے جیل

- بے چہرہ انسان
دیکھ کے دنیا کی حالت
حیراں ہے شیطان

- فون کا بھاری بل
دیکھ کے اس بے چارے کا
ڈوب نہ جائے دل

- بارش کا ہے ڈر
کیوں کہ یارو میرا تو
مٹی کا ہے گھر

- جو تھا کل دھنوان
آج بتاؤ تم اس کا
گھر کیوں ہے ویران

- یہ ہے کیسا نور
پردے ہی میں رہتا ہے
تاریکی سے دور

- عمر ہے اُس کی ساٹھ
آج بھی دلکش لگتی ہے
دیکھو اُس کا ٹھاٹھ

- لندن ہے جانا
میرے پپّا کی ہے ضد
واپس مت آنا

- گھر آتا ہوں جب
میرے بچّے مجھ سے کیوں
ڈر جاتے ہیں سب

- آر ایس ایس کا جال
جانے کس دن بدلے گا
انّا جی کی چال

- بی. جے. پی. کا گیم
جان گئی جنتا ساری
انا جی کا ایم

- پھول کنول کیا ہے
حسن غزل کے آگے یہ
تاج محل کیا ہے

- رب سے ڈرتا ہے
اُس کی فطرت ہے اچھی
حق پر مرتا ہے

- یادوں کا بستر
بہلائیں گے ہم دل کو
کانٹوں پر سو کر

- مفلس کے چھپّر
برساتوں میں بھی دیکھو
جلتے ہیں اکثر

- ایسی آئی رات
لے ڈوبے گی شہروں کو
طوفانی برسات

- ایسی ہے حالت
جس کو دیکھا خوابوں میں
اُس سے ہے الفت

- پیٹو ہے بچّہ
جو کچھ بھی وہ کھاتا ہے
کھاتا ہے اچھا

- میں نے کب سوچا
میرا بھائی خود مجھ کو
دے گا یوں دھوکا

- سچ ہی کہتے ہیں
غم ہی کیا خوشیوں میں بھی
آنسو بہتے ہیں

◆ جس نے بخشے غم
خوشیاں بھی اک دن دے گا
سوچ کے خوش ہیں ہم

◆ بگڑے ہیں حالات
کاٹ رہے ہیں مجبوراً
"کرفیو" کے دن رات

◆ بات یہ سادہ ہے
لیکن اس میں غیبت کا
رنگ زیادہ ہے

◆ دل میں ہے الجھن
رستے میں بن سکتا ہے
رہبر بھی رہزن

◆ بچّے لڑتے ہیں
پھر وہ مل جل کر تتلی
روز پکڑتے ہیں

◆ چین کہاں پائیں
تیری محفل سے اٹھ کر
بول کہاں جائیں

◆ یہ کیسا موسم
پُھول کھلے ہیں پت جھڑ میں
روتی ہے شبنم

◆ آیا ساون ہے
ویراں ویراں سا لیکن
دل کا آنگن ہے

◆ کیا ہے میلے میں
گھومیں گے، جھومیں گے آ
آج اکیلے میں

◆ غم بھی پینا ہے
جینا ہے تو دنیا میں
ہنس کر جینا ہے

◆ وہ ہے کتنا نیچ
بٹوارے کا بم پھینکا
گھر کے بیچوں بیچ

◆ آتی ہے جب شام
یاد مجھے آجاتے ہیں
تیرے لب کے جام

◆ پیسے کا ہے زور
سینہ تانے پھرتے ہیں
کالے دھن کے چور

◆ بھونرے پاگل ہیں
ان کا دوش نہیں کوئی
گُل بھی چنچل ہیں

◆ ہے ازلی پہچان
چشم بینا سے دیکھو
ہم سب ہیں انسان

- کتنی چاہت سے
گھر اپنا بنوایا ہوں
خود کی محنت سے

- جب تک ہے یہ دم
سچ کو زندہ رکھنے خود
مر جائیں گے ہم

- کب روتے ہیں لوگ
اوَروں کی بربادی پر
خوش ہوتے ہیں لوگ

- سچ کہتا ہوں میں
تیرے خوابوں میں اکثر
گُم رہتا ہوں میں

- چاہت دھوکا ہے
کس کو اپنا بولیں ہم
بے حس دنیا ہے

◆ دنیا سا گر سی
جیون اپنا لگتا ہے
کاغذ کی کشتی

◆ بچھڑا گھر آنگن
یاد آتا ہے رہ رہ کر
بھولا سا بچپن

◆ بچّہ ہنستا ہے
کانٹوں کی اس دنیا میں
پھول سا لگتا ہے

◆ جیون کی ڈوری
شہری لڑکی سے بہتر
گاؤں کی چھوری

◆ مشکل ہے بابا
انساں خود ہی انساں کا
قاتل ہے بابا

- رکھ نظریں ہر سُو
رکھوالی کو آتے ہیں
وردی میں ڈاکو

- پُھولوں کو توڑا
تیرا یہ کیسا انصاف
خاروں کو چھوڑا

- گر ہو رب تیرا
تو سب کا بن جائے گا
ہو گا سب تیرا

- خود بھی حیراں ہوں
کب تک سہتا جاؤں غم
آخر انساں ہوں

- ہوش گنوا بیٹھے
دل کو اپنے چاہت کا
روگ لگا بیٹھے

- مردہ ہے گلدان
تازہ پھول لگا دینا
پڑ جائے گی جان

- غربا کے دیہات
شہر امیروں کے ہیں سب
سچی ہے یہ بات

- انساں وہ سچا
چوری کر کے کھانے سے
مر جائے بھوکا

- انگارے برسے
سُوکھے سُوکھے سارے کھیت
پانی کو ترسے

- اب کیسا گلشن
میرا گھر تو لگتا ہے
بھوتوں کا مسکن

◆ کس کی ہو گی ہار
بنتی ہے کس کی دیکھیں
یو۔ پی ۔ سرکار

◆ سارے یہ دلال
دیش کو اک دن اپنے ہی
کر دیں گے کنگال

◆ یہ زہریلے ناگ
نفرت اور تعصب کی
بھڑکاتے ہیں آگ

◆ بی. جے. پی. اس بار
یو. پی. میں چمکائے گی
ناٹک کی تلوار

◆ کرتے ہیں گڑبڑ
لے کے پھول کنول کا یہ
دیتے ہیں کیچڑ

◆ ہیں یہ کیسے لوگ
آئینے سے ڈرتے ہیں
بے چہرے کے لوگ

◆ سانپوں کا ہے ڈر
ہر سُو پائے جاتے ہیں
جنگل ہو یا گھر

◆ گوری یہ مت بھول
فصلِ گل کی رونق ہے
پیر کی تیرے دھول

◆ دیکھے بھالے لوگ
اُجلے اُجلے کپڑوں میں
من کے کالے لوگ

◆ واقف ہیں سب خار
گل جب شعلے بنتے ہیں
جلتے ہیں گلزار

- گھر ہو جب ویران
  دل کے اندر سے اُٹھے
  آہوں کا طوفان

- خاموشی کا شور
  اپنے اندر سُن سُن کر
  ہو جاتا ہوں بور

- بدلے جب تقدیر
  مٹی میں مل جاتی ہے
  انسان کی توقیر

- تنہائی دن رات
  دیواروں سے کرتی ہے
  اپنے من کی بات

- شاداں ہیں میخوار
  واعظ ہی کو لے ڈوبا
  خود اس کا کردار

- ہر اک دل کا غم
پڑھ لیتے ہیں چہرے پر
آسانی سے ہم

- تیرا چنچل من
میں کیا جانوں کیسا ہے
گلشن ہے یا بن

- چاہت کی ہلچل
اچھے خاصے انساں کو
کرتی ہے پاگل

- شرمائے شیطان
میں نے دیکھے مسجد میں
کچھ ایسے انسان

- دور ہے میرا گاؤں
میرے آگے آگے دھوپ
پیچھے پیچھے چھاؤں

- عشق نہیں ہے کھیل
شب میں بیٹھا تارے گن
دن میں پاپڑ بیل

- یہ کیسا تہوار
دھنوانوں میں خوشیاں ہیں
روتے ہیں لاچار

- کس کی آئی یاد
آنکھوں میں آنسو آئے
ہونٹوں پر فریاد

- دیوار و در سے
پوچھ رہا ہوں اپنا حال
اپنے ہی گھر سے

- ہر دن ایسا کر
دل کے شیشے میں اپنا
چہرہ دیکھا کر

Yaad-e-Maazi

By

Dr. Rafeeq Saudagar